مشق

۱۔ ڈرامے کی تعریف کریں اور آغا حشر کاشمیری کے چند دیگر ڈراموں کے نام لکھیں۔

۲۔ بدی نے اپنی تعریف میں جو کچھ کہا، اسے اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

۳۔ شمسہ نے توفیق سے کیا مطالبہ کیا؟

۴۔ مقفیٰ نثر کسے کہتے ہیں۔ اِس سبق میں سے مقفیٰ نثر کی کم از کم پانچ مثالیں لکھیں۔

۵۔ توفیق نے عورت کی تعریف کن جملوں میں کی ہے؟

۶۔ درج ذیل الفاظ کے معنی لکھیے۔

سرکش، عداوت، قیل وقال، چھتر، پابہ زنجیر، طینت، اژدر، جُنبش، چرخ، سحاب، تبر۔

۷۔ توفیق کے کردار کے بارے میں چند سطریں لکھیں۔

۸۔ "شیر ہے ہے جال میں ہے" یہاں شیر بہادر آدمی کے لیے استعارہ ہے۔ استعارے کی تعریف کریں اور مثالیں دیں۔

۹۔ اپنے معاشرے اور ماحول کے حوالے سے قلو کے کردار کا تنقیدی جائزہ پیش کریں۔

۱۰۔ جب کسی جملے میں دو افعال اکٹھے استعمال ہوں، ان میں ہر دوسرا فعل امدادی فعل کہلاتا ہے۔ امدادی فعل کے استعمال سے جملہ مؤثر اور واضح ہو جاتا ہے۔ جیسے: آجانا، کھالیا، دے دیا، مار ڈالا، سوگیا وغیرہ۔ کوئی سے پانچ جملے لکھ کر ان میں امدادی فعل کی نشاندہی کریں۔

سرگرمی: اساتذہ طلبہ سے اس ڈرامے کے مکالموں کی درست تلفظ کے ساتھ بلند خوانی کروائیں۔

ہدایت برائے اساتذہ: طلبہ کو استعارے کی تعریف مع ارکان، مثالوں کے ذریعے بتائی جائے۔

خواجہ معین الدین

پیدائش: ۱۹۲۴ء — وفات: ۱۹۷۱ء

خواجہ معین الدین حیدر آباد (دکن) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم حیدر آباد دکن میں حاصل کی۔ ۱۹۴۹ء میں ہجرت کر کے پاکستان آئے اور کراچی میں سکونت اختیار کی۔ سندھ یونیورسٹی سے ایم۔ اے کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کرنے کے بعد درس و تدریس کا پیشہ اختیار کیا۔ انھوں نے انتہائی بے سروسامانی کی حالت میں بڑی مشقت کے بعد بچوں کے لیے ایک تعلیمی اِدارے کی بنیاد رکھی۔ سکول کے قیام کے لیے چندہ مہم میں انھوں نے ایک ڈراما "زوالِ حیدر آباد" سٹیج کیا اور اس کی ساری آمدنی سکول کے لیے وقف کر دی۔ یہیں سے خواجہ معین الدین اور اُردو ڈراما لازم و ملزوم ہو گئے۔ قیامِ پاکستان کے بعد اردو ڈرامے اور تھیٹر میں ان کا نام بہت نمایاں ہے۔ ان کے ڈراموں میں سماجی طنز، تہذیبی روایات اور تبدیل ہوتے اقدار کی واضح جھلک موجود ہے۔

تصانیف: لال قلعے سے لالوکھیت تک، مرزا غالب بندر روڈ پر اور تعلیمِ بالغاں وغیرہ۔

خواجہ معین الدین

تعلیمِ بالغاں

(ایک ایکٹ کا طنزیہ و مزاحیہ کھیل)

کردار جس ترتیب سے اسٹیج پر آتے ہیں۔

☆۔ مولوی صاحب ☆۔ قصاب

☆۔ حجام ☆۔ وکٹوریہ والا

☆۔ مولوی صاحب کی بیوی (پسِ پردہ)

مقام: بکرا پیڑھی کراچی کی ایک کچی بستی

سیٹ: ایک جھونپڑی

زمانہ: ۱۹۵۴ء

وقت: صبح

منظر

ایک شکستہ سی جھونپڑی جس کے دائیں جانب ایک ٹاٹ کا پردہ پڑا ہے جو اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اندر کی جانب جھونپڑی کا زنانہ حصہ ہے۔ پردے کے قریب ہی ایک گھڑونچی رکھی ہے، جس پر تین گھڑے رکھے ہیں۔ دو ٹوٹے ہوئے اور ایک ثابت.......... ثابت گھڑے پر چاک سے ''یقیں محکم'' لکھا ہے۔ دوسرا گھڑا پیندے اور گلے کی جانب سے ٹوٹا ہوا ہے جس پر ''تنظیم'' لکھا ہے اور تیسرا گھڑا ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا ہے اور ایک ٹوٹے ہوئے ٹکڑے پر ''اتحاد'' لکھا ہے۔ جھونپڑی کے درمیان میں مدرسے کے اُستاد محبت علی کی چارپائی پڑی ہے۔ جھونپڑی

کے بائیں جانب ایک تختۂ سیاہ (بلیک بورڈ) اسٹینڈ پر رکھا ہے، جس پر مندرجہ ذیل عبارت درج ہے:

''مدرسۂ تعلیمِ بالغاں۔ بکرا پیڑھی، میوہ شاہ لائن، کراچی، حکومتِ اسلامی، پاکستان۔

صدر مدرس محبت علی۔''

پردہ اُٹھتا ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ اُستاد محبت علی چارپائی پر بیٹھے ہیں اور ایک ازار بند بُن رہے ہیں۔ دائیں جانب قصائی اپنا کندہ اور چھرے لیے بیٹھا ہے۔ پسِ منظر سے ایک آواز یہ شعر پڑھتی ہے:

؎ یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتحِ عالم
جہادِ زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

(آخری مصرع پر قصائی اپنے چُھرے ایک دوسرے پر رگڑ کر تیز کرتا ہے۔)

شمشو حجام: (باہر سے آواز آتی ہے) مولی صاب، مولی صاب۔

مولوی: (دروازے کی جانب دیکھتے ہوئے) ارے کون؟

حجام: (اندر آتے ہوئے) میں ہوں مولی صاحب۔ آپ کا شاگرد شمشیر علی عرف شمشو۔ (حجام اندر آتا ہے، جس کے ہاتھ میں ایک ٹین کا بستہ نما ڈبہ ہے جس پر اس کا نام اس طرح لکھا ہے: ''شمشیر علی'')

مولوی: (پیار سے اسے گلے لگاتے ہوئے) ارے شمشو! تو آ گیا بیٹے۔ شمشو بیٹے تو نے کہا تھا کہ جمعے کے دن میرے پاس بہت گاہک ہوتے ہیں۔ ہفتے کو بچے کے بال کاٹ دوں گا۔ کاٹ دیے بیٹے۔

حجام: (فخریہ انداز میں) کاٹ دیا ہوں مولی صاحب۔ انگریزی بال کاٹا ہوں۔

(مولوی صاحب قصائی کی پیٹھ پر ڈنڈا مارتے ہیں)

مولوی: چل بے دھندا بند کر اور وہ درخواست پڑھ کر سنا۔

قصاب: کون سی جی! وہ جو محکمہ تعلیم کو لکھوائی تھی؟

مولوی: (اسی غصے میں) ہاں وہی۔

(قصائی برابر رکھے ہوئے رجسٹر میں سے درخواست نکال کر پڑھنا شروع کرتا ہے۔)

سات سو چھاسی بے بیانوے۔

مولوی: (ڈنڈا مار کر) ارے وہ تو بسم اللہ کی جگہ لکھا جاتا ہے نا کمبخت۔ آگے پڑھ۔

قصاب: (پڑھتے ہوئے) عالی جناب عزت مآب و فضیلت مآب و.......... زیرِ تعلیم۔

مولوی: (گھبرا کر) ہائیں زیرِ تعلیم (ڈنڈا) زیرِ تعلیم (ڈنڈا) ارے! وہ وزیرِ تعلیم ہے نا۔ ہزار دفعہ پڑھا چکا ہوں، واؤ پر زور دے کر پڑھ۔ (سمجھاتے ہوئے) دیکھ! واؤ سے ووٹ ہے نا۔

(حجام اور قصائی توجہ سے سنتے ہوئے۔)

دونوں: ہے!

مولوی: ووٹ کا واؤ زیرِ تعلیم کے آگے لگا دیتے ہیں، تو زیرِ تعلیم، وزیرِ تعلیم بن جاتا ہے۔

حجام: (خوش ہو کر) واہ! کیا اللہ کی شان ہے مولوی صاحب۔

مولوی: (ڈنڈا اٹھاتے ہوئے) ہاں! بتاؤں اللہ کی شان۔

(حجام ڈر کر سمٹ جاتا ہے۔)

مولوی: چل! آگے پڑھ۔

قصاب: (پڑھتے ہوئے) وزیرِ تعلیم صاحب دام اقبالہ ہو ہو ہو۔

مولوی: (ڈنڈا مار کر) ہو ہو۔ ہو ہو۔ یہ ہو ہو ہاہا ہی ہی کیا کر رہا ہے؟ اسے کوئی ریڈیو پاکستان سمجھ رہا ہے کہ جہاں اقبالؒ کا نام آیا، شروع ہو گئی قوالی۔ آگے پڑھ۔

قصاب: (پڑھتے ہوئے) دام اقبالہٗ (مشکل سے ادا کرتا ہے) ہم جملہ خورد و کلاں یہاں خیریت سے رہ کر آپ کی خیریت درگاہِ خداوندی سے نیک مطلوب۔

مولوی: ہاں (ایک دم روک کر) نیک مطلوب کے آگے چاہتا ہوں بھی لکھ دے۔ یہ نہیں سمجھیں گے، تو یہ سمجھ جائیں گے۔

قصاب: (لکھتے ہوئے) نیک مطلوب چاہتا ہوں۔

Not For Sale

مولوی: آگے پڑھ۔

قصاب: (پڑھتے ہوئے) دیگر کوائف یہ ہیں کہ مدرسے کا کام عمدگی سے چالو ہے۔

مولوی: (روک کر) ہاں۔ یہ جملہ بہت اہم ہے۔ اس کے اوپر انڈر لائن کر دے۔

قصاب: (حیران ہو کر) اُوپر انڈر لائن کروں؟

مولوی: (چڑ کر) اور نہیں تو کیا نیچے کرے گا؟

قصاب: (ڈر کر) اچھا اچھا۔ (لائن لگاتے ہوئے) اوپر انڈر لائن۔ مگر پچھے ماہ سے تنخواہ نہ ملنے کے سبب مدرسے کو شاگردوں کا قرضہ ہو گیا ہے۔

(باہر سے خان صاحب کی آواز آتی ہے)

وکٹوریہ والا: (باہر سے آواز) مولی صاحب۔ خو مولی صاحب۔

مولوی: (دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے) ارے کون؟

قصاب: اجی آپ کا شاگرد چراغ شاہ پکار رہا ہے مولوی صاحب۔

مولوی: (خوش ہو کر) اچھا۔ چراغ شاہ نے میری شاگردی قبول کر لی؟ میں تو پہلے ہی کہتا تھا کہ، ''بابا اگر وزیر بننا ہے تو کم سے کم دستخط کرنا سیکھ لو۔''

قصاب: لیکن مولوی صاحب۔ وہ تو کہتا تھا کہ اب کے میں ایک مُہر بنا لوں گا مُہر۔

مولوی: (بے نیازی سے) ہاں، حکومت کے کام تو مُہر سے بھی چل سکتے ہیں لیکن منتخب ہونے کے بعد دوسروں کی لکھی ہوئی تقریر کو خود پڑھنا پڑتا ہے۔ نہیں تو پبلک پہچان کر نعرے لگا دیتی ہے۔

وکٹوریہ والا: (زور سے آواز دیتا ہے) مولی صاب۔ خو مولی صاب۔

مولوی: (چڑ کر) ارے کون کمبخت ہے یہ؟

قصاب: ارے اپنا چراغ شاہ مولوی صاحب۔ چغو (حجام اور قصائی آواز دیتے ہیں)

حجام اور قصاب: ارے آ جا چغو۔ کیا باہر کھڑا مولی صاحب مولی صاحب کر رہا ہے۔

(خان صاحب وکٹوریہ والا) دائیں جانب کے ونگ سے داخل ہوتا ہے بنیان اور شلوار پہنے ہوئے ہے۔ ہاتھ میں تچی ہے۔ اندر داخل ہوتے ہی دوبار تچی ہوا میں جھاڑتا ہے۔ تچی سے چٹاخ چٹاخ کی آوازیں نکلتی ہیں)

(حجام اور قصائی ڈر کر مولوی صاحب کے پیچھے آجاتے ہیں مولوی صاحب بھی خوفزدہ ہو کر اپنے پیر چارپائی کے اوپر کر لیتے ہیں)

مولوی: (ڈرتے ڈرتے) ک...... کیا...... بات ہے چغو بیٹے۔ آج اتنے دنوں کے بعد مدرسے آئے ہو اور وہ بھی بغیر کپڑوں کے اور یہ ہاتھ میں تچی کیوں ہے بیٹے؟

وکٹوریہ والا: (غصے میں تچی جھاڑ کر) خو تچی نہیں ہوگا تو کیا ہوگا۔ پیسہ لے کے بیس دن ہوگیا۔ دینے کا نام نہیں لیتا۔ خو تچی نہیں ہوگا تو اور کیا ہوگا؟

حجام: مولوی صاحب۔ یہ تچی ہوتی بہت بُری چیز ہے۔ اس سے تو بڑے بڑے شیر بھی سیدھے ہوجاتے ہیں۔

مولوی: (حجام کو ڈنڈا مارتے ہوئے) ارے چپ رہ کمبخت (خان صاحب سے) ارے چغو۔ میں نے تجھ سے بیس روپے ادھار لیے تھے۔ دس روپے تو واپس کر چکا ہوں (گواہی کے طور پر حجام اور قصائی کو دیکھتے ہیں)

حجام اور قصاب: (گواہی دیتے ہوئے) ہاں ہاں ہمارے سامنے دیے ہیں۔

وکٹوریہ والا: (تچی جھاڑ کر) خو باقی دس کا کیا ہوگا۔

حجام: (مولوی سے) ہاں باقی دس کا کیا ہوگا۔ جواب دو۔

مولوی: ارے چغو۔ جب حکومت نے ہماری گرانٹ آدھی کردی ہے تو میں تیرے پورے پیسے کیسے دے سکتا ہوں۔

(وکٹوریہ والا زمین پر بیٹھتا ہے کہ یکا یک اندر سے مولوی صاحب کی بیوی کی آواز آتی ہے)

بیوی: (اندر سے) سنے۔ یہ گھوڑا کس کا ہے، جگی کی جگی کھائے جا رہا ہے۔

مولوی: (چونک کر) ارے رے رے۔ ارے وکٹوریہ کہاں چھوڑا۔ تیرا گھوڑا میری جگی کھا رہا ہے۔

(وہ ڈنڈے رسید کرتا ہے) بھاگ۔ ارے بھاگ۔

(وکٹوریہ والا ڈنڈے کھا کر باہر بھاگتا ہے۔ قصائی اور حجام ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہوجاتے ہیں۔

قصاب: (ہنستے ہوئے) مان گئے مولی صاحب مان گئے آپ کو۔

حجام: (ہنستے ہوئے) مان گئے ایمان سے۔

مولوی: (خود بھی خوش ہوتے ہوئے) کیا بات ہے! کیا بات ہے! میں نے کوئی کارنامہ کیا ہے؟

قصاب: (ہنستے ہوئے) اجی بہت بڑا کارنامہ۔

مولوی: (خوش ہو کر) اجی سنتی ہو (بیوی کو آواز دیتے ہیں) میں نے ایک کارنامہ کیا ہے (حجام اور قصائی سے) ذرا زور سے بولو بچے کا ماموں بھی آیا ہوا ہے۔

قصاب: (ہنستے ہوئے) اجی قرض خواہ کو بھگانے کی ترکیب تو کچھ آپ ہی کو آتی ہے۔

مولوی: (غصے میں دونوں کو ایک ایک ڈنڈا رسید کرتے ہوئے) چپ۔ چپ۔ کم بختوں نے قرض لینا بھی مشکل کر دیا۔ ارے بابا میں ایک غریب آدمی ہوں۔ میں نے قرض لیا تو کیا ہوا۔ آج کل تو بڑی بڑی حکومتیں قرض لیتی ہیں۔

قصاب: (توجہ ہٹانے کے لیے خود بخود درخواست پڑھنے لگتا ہے) چھ ماہ سے تنخواہ نہ ملنے کے سبب مدرسے کا شاگردوں کا قرضہ ہوگیا ہے۔

مولوی: (غمگین ہو کر اپنے آپ سے) اور اب تو یہ حالت ہوگئی ہے کہ شاگرد استاد کو تچی دکھانے لگے ہیں

قصاب: (لکھتے ہوئے دہراتا ہے) تچی دکھانے لگے ہیں۔

مولوی: (چونک کر) ارے کاٹ۔ کاٹ۔

(حجام جو قینچی سے اپنی مونچھیں ٹھیک کر رہا ہے گھبرا کر وہ الفاظ جو مولوی صاحب بن رہے تھے قینچی سے کاٹ دیتا ہے)

مولوی: (تڑپ کر) ہے ہے ہے۔ ارے جملہ کاٹنے کو کہا تھا، ازار بند کاٹ دیا۔ دن بھر کی محنت اور چھ آنے کا ستیاناس کر دیا۔

(مولوی صاحب ڈنڈا اٹھا کر حجام کو مارنا چاہتے ہیں وہ قینچی پیٹ کی طرف کر دیتا ہے۔ پلٹ کر قصاب کو مارنا چاہتے ہیں وہ چُھرا اُٹھالیتا ہے۔ مولوی صاحب ڈر کر ڈنڈا رکھ دیتے ہیں اور پیار سے کہتے ہیں)

مولوی: (حجام سے) رکھ دو بیٹا۔ رکھ دو۔ یہ تیز ہتھیار ہیں نا۔ ان کا کھیل اچھا نہیں ہوتا بیٹے۔ رکھ دو۔ شاباش۔

(حجام مولوی صاحب کے نرم رویہ کو دیکھ کر قینچی نیچے رکھ دیتا ہے)

مولوی: (قصاب سے) دیکھ خلیفہ نے ہتھیار رکھ دیئے ہیں تم بھی رکھ دو۔ یہ تیز ہتھیار ہیں نا بیٹے ہاتھ واتھ کٹ جائے گا۔ خون نکل آئے گا نا۔ رکھ دو۔ شاباش۔ (قصاب، حجام کی دیکھا دیکھی خود بھی چھرا کندے پر رکھ دیتا ہے)

مولوی: (قصاب کے دو ڈنڈے زوردار لگاتے ہیں) رکھ رکھ۔ کمبخت کہیں کے۔ کوئی قینچی دکھا رہا ہے۔ کوئی چھرا دکھا رہا ہے۔ کوئی تیچی دکھا رہا ہے۔ مدرسہ تعلیم بالغاں کیا ہوا اچھی خاصی ایسٹ پاکستان کی اسمبلی بنا رہے ہیں۔

(قصاب دو ڈنڈوں کی ضرب سے غصے میں آجاتا ہے)

مولوی: چل آگے پڑھ۔

قصاب: (غصے میں) شاگردوں کا قرضہ ہو گیا ہے۔ بس یہیں تک لکھائے تھے۔

مولوی: تو آگے لکھ۔

قصاب: (غصے میں) بولیے۔

مولوی: (لکھاتے ہوئے) جناب والا۔

قصاب: (غصے میں جیسے ڈانٹ رہا ہو) جناب والا۔

(مولوی صاحب ڈنڈا اٹھانا چاہتے ہیں قصاب تیزی سے خود ڈنڈا اُٹھالیتا ہے)

مولوی: (بے بسی سے ڈنڈے کو دیکھتے ہوئے) ارے عاجزی سے لکھو بیٹا۔ عاجزی سے لکھو۔ مجھے چھ مہینے سے تنخواہ نہیں ملی نا۔ (پیار سے) عاجزی سے لکھو بیٹا۔

(قصاب، مولوی صاحب کے رویہ سے نرم پڑ کر ڈنڈا رکھ دیتا ہے)

مولوی: (ڈنڈا اُٹھا کر) عاجزی سے لکھ (ڈنڈا) سے لکھ (دوسرا ڈنڈا)

(قصاب تڑپ کر رونے لگتا ہے)

مولوی: جناب والا

قصاب: (ہچکیاں لیتے ہوئے)..........جنا..........ب..........والا۔

مولوی: ارے رو رہا ہے کیوں؟

قصاب: عاجزی سے لکھ رہا ہوں نا مولوی صاحب۔ عاجزی سے لکھ رہا ہوں۔

مولوی: تیری عاجزی کے قربان۔ پڑھنے والوں کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ لکھو۔ جناب والا۔

قصاب: (لکھتے ہوئے) جناب والا۔

(مولوی صاحب لکھواتے ہیں۔ قصاب دہراتا جاتا ہے)

مولوی: گزشتہ سال..........حکومت کے رحم و کرم سے..........از راہ مرحمت۔

قصاب: (لکھتے ہوئے) از راہ مرمت۔

مولوی: مرمت نہیں۔ مرحمت۔ مرحمت ("ح" کے مخرج کو واضح کرتے ہوئے)

حجام: (قصائی کو سمجھاتے ہوئے) مرخمت۔ مرخمت (اپنے گلے کی طرف اشارہ کرتا ہے)

قصاب: (لکھتے ہوئے) از راہ مرحمت..........

مولوی: (لکھاتے ہوئے) مدرسہ تعلیم بالغاں کے لیے..........ایک دری..........ایک چھڑی..........

ایک بلاک بورڈ (بلیک بورڈ)............ایک لکڑی کا صندوق......

(لکھتے ہوئے) ایک لکڑی کا صندوق۔

(جھک کر قصائی کی تحریر کو پڑھ کر) اوہو ہو ہو۔ قابلیت دیکھ رہے ہیں۔ صندوق صواد سے لکھ رہے ہیں صاحبزادے (ڈنڈا اٹھاتا ہے)

(بگڑ کر) صندوق صواد سے ہے مولوی صاحب۔

صواد سے ہے؟

صواد سے ہے۔

ارے وہ ساگوان کا ہے نا۔ میں بھی ہمیشہ سے یہی غلطی کرتا آیا تھا۔ خدا سلامت رکھے۔ ایک دن انسپکٹر آف سکول معائنے کے لیے تشریف لائے تو انہوں نے میری یہ غلطی درست کی۔

(حیران ہوکر) کونسی غلطی؟

یعنی کہ ساگوان کا صندوق "س" سے لکھنا چاہیے۔

(مضحکہ اڑاتے ہوئے) ہوں۔ ساگوان کا صندوق "س" سے اور شیشم کا ش............

(جملہ پورا نہیں ہو پاتا کہ مولوی صاحب کا ڈنڈا پڑتا ہے)

کیوں؟ شیشم کا شین سے نہیں ہوسکتا؟ ارے جو انسپکٹر صاحب چاہے وہی ہوسکتا ہے سمجھا؟

(چوٹ پر تڑپ کر) ہوسکتا ہے۔ ہوسکتا ہے۔

(توجہ دلانے کے لیے لکھتے ہوئے) ایک لکڑی کا "س" سے صندوق............

ونیز۔

انیس

ارے انیس میں نہیں ہوا۔ ونیز (پہلے صندوق کرتے ہیں پھر چہرے پھیلا کر)

(نقل کرتے ہوئے) و............نیز۔

ہاں شاباش، دیکھ حجام کو عقل ہے تیرے کو نہیں ہے۔

قصاب: (لکھتے ہوئے) ونیز۔

مولوی: (لکھاتے ہوئے) تین گھڑے............مسمی اتحاد............تنظیم......اور یقین محکم عطا کیے گئے تھے ...... (اٹھ کر گھڑوں کی طرف جاتے ہیں) سو مدرسے کے نا ہنجار طالب علموں نے............آپس میں لڑ جھگڑ کر............اتحاد کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہیں۔ (ٹوٹا ہوا گھڑا اُٹھا کر دکھاتے ہیں جس پر چاک سے "اتحاد" لکھا ہے)

قصاب: مولوی صاحب۔ یہ اتحاد کے ٹکڑے ٹکڑے کس نے کیے مولوی صاحب۔

مولوی: ہائیں۔ خود ہی توڑ کر پوچھ بھی رہا ہے۔ ارے تو کرو مندر کا تو نہیں ہے؟

قصاب: (فخر سے سینے پر ہاتھ مار کر) اجی میں تو بانس بریلی کا ہوں۔ بانس ریلی کا۔

مولوی: (چڑانے کے انداز میں نقل کرتے ہوئے) اجی میں تو بانس بریلی کا ہوں، بانس بریلی کا۔ کھاتے پاکستان کا۔ گاتے بانس بریلی کا۔ آج جس کو دیکھو کوئی سندھی ہے، کوئی پنجابی ہے۔ کوئی بلوچی ہے، کوئی پٹھان ہے۔ ہر شخص اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنا رہا ہے اور لائق شاگرد پوچھ رہے ہیں کہ اتحاد کے ٹکڑے ٹکڑے کس نے کیے مولوی صاحب؟ ارے ٹکڑے ٹکڑے تو تمہارے ہونے تھے کم بختو۔

قصاب: (شرمندہ ہوکر لکھنے لگتا ہے) اتحاد کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے ہیں۔

مولوی: (دوسرا گھڑا اٹھاتا ہے جس پر "تنظیم" لکھا ہے) تنظیم کا گلا غائب اور پیندے میں سوراخ ہو گیا ہے۔ (گھڑے کا گلا اور پیندا دکھاتے ہوئے)

(اس عرصے میں حجام بیڑی جلا کر پینے لگتا ہے)

حجام: (بیڑی پیتے ہوئے) خیر یہ اتحاد کے تو ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے تھے۔ پر یہ تنظیم کا گلا کس نے غائب کیا مولوی صاحب؟

مولوی: (بیڑی پیتے دیکھ کر) ہائیں۔ مدرسے میں بیٹھ کر بیڑی پی رہا ہے۔ بجھا بیڑی۔ بجھا (حجام بیڑی

والا ہاتھ پیچھے کر لیتا ہے اور پیٹھ مولوی صاحب کی طرف)

مولوی: اوہو ہو۔ ادب ہو رہا ہے۔ مولوی صاحب سے بیڑی چھپا رہے ہیں۔ (ہاتھ سے بیڑی چھین کر) آج شاگرد مدرسے میں بیٹھ کر بیڑی پیتے ہیں۔ چپڑاسی افسروں سے ماچس مانگتے ہیں۔ افسر رشوت لیتے ہیں۔ لیڈر قوم کو دھوکا دیتے ہیں اور لائق شاگرد پوچھتے ہیں "یہ تنظیم کا گلا کس نے غائب کیا مولوی صاحب" ارے گلے تو تمہارے غائب ہونے تھے کم بختو۔

(لکھواتے ہوئے) لے دے کے............ ایک یقینِ محکم رہ گیا ہے............ جس پہ کام چالو ہے............ اگر............ اتحاد اور تنظیم سے............ اب بھی سبق نہ لیا گیا............ تو یہ قوم...... یقینِ محکم کا بھی............ وہی حشر کر دے گی۔

مشق

۱۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھیں۔

(ا) مولوی صاحب قرض کیوں واپس نہ کر سکے؟

(ب) مولوی صاحب نے اتحاد کے ٹکڑے ہونے کی کیا وجوہات بتائیں؟

(ج) مدرسہ تعلیم بالغاں کہاں واقع تھا؟

(د) اس اقتباس میں وزیروں پر کیا طنز کیا گیا ہے؟

(ہ) مولوی صاحب کس محکمہ کے نام درخواست لکھوا رہے تھے؟

۲۔ جملے بنائیں۔

سر پر چڑھ جانا۔ رحم و کرم پر ہونا۔ ستیاناس کرنا۔ ازراہِ مرحمت۔ آسمان سر پر اُٹھانا۔

۳۔ متن کے مطابق خالی جگہ پُر کریں۔

(ا) دیکھو............ نے ہتھیار رکھ دیے ہیں، تم بھی رکھ دو۔

(ب) چپڑاسی............ سے ماچس مانگتے ہیں۔

(ج) کوئی چھرا دکھا رہا ہے کوئی............ دکھا رہا ہے۔

(د) ہے ہے ہے۔ ارے! جملہ کاٹنے کو کہا تھا............ کاٹ دیا۔

(ہ) مدرسے کو شاگردوں کا............ ہو گیا ہے۔

۴۔ مکالمہ نگاری کی تعریف کیجیے نیز استاد اور شاگرد کے درمیان، بے ہنگم ٹریفک سے پیدا ہونے والے مسائل پر مکالمہ تحریر کریں۔

۵۔ محاورے کی تعریف کریں اور کوئی سے پانچ محاورے لکھیں۔

انشائیہ:

انشائیہ ایک شخصی صنفِ ادب ہے۔ انشائیہ نگار کی ذات کو اِس صنف میں مرکزیت حاصل ہوتی ہے۔ انشائیہ نگار اپنی ذات کے حوالے سے شگفتہ اسلوب میں اشیا کے بارے میں اپنا فلسفیانہ نقطۂ نظر واضح کرتا جاتا ہے۔

یعنی "انشائیہ" ایک داخلی، ذاتی اور ایسی موضوعی (جس کا کوئی موضوع رعنوان ہوتا ہے) تحریر ہے جس کا اسلوب اور بیان کسی خارجی مقصد کا تابع (مطیع، فرمانبردار) نہیں بلکہ لکھنے والے کی شخصیت، اس کی زندگی کے مجموعی تصور اور انفرادی احساس کا اظہار ہے۔ عام مضمون نویسی کے برعکس انشائیہ کا لہجہ، سادہ، بے تکلف اور گھریلو ہوتا ہے۔ ایک مغربی نقاد کے مطابق:

"انشائیہ نگاری ذہنی آزاد خیالی کا نام ہے۔"

سرسید کے بعد انشائیہ لکھنے والوں میں حالؔی، شبلؔی، آزادؔ، شررؔ، سجاد حیدر یلدرم، نذیر احمد، فرحت اللہ بیگ، رشید احمد صدیقی، مشکور حسین یاد اور وزیر آغا کے نام اہم ہیں۔

ہدایت برائے اساتذہ:	اس ڈرامے کو کلاس روم میں سٹیج کروانے کی کوشش کریں۔